بہاولپور کے چند اکابر علماء

از

حضرت مولانا محمد صادق صاحب سابق ناظم امور مذہبیہ

حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی شخصیت علمی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کا شمار بہاول پور ہی نہیں بلکہ مغربی پاکستان کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا کو جامعہ اسلامیہ سے ایک خاص تعلق رہا ہے آپ نے اس کی نصاب کمیٹی میں بڑے شوق سے حصّہ لیا۔ جامعہ اسلامیہ کے قیام کے بعد اعزازی شیخ کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا گیا مگر افسوس کہ آپ کی طویل علالت نے تشنگانِ علم و معارف کو آپ کے استفادہ کا ہنوز موقعہ نہیں دیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد شفا عطا فرمائے۔

ہم مولانا کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہماری درخواست پر شدید علالت کے باوجود بہاول پور کے چند اکابر علماء کے حالات اپنے ایک مختصر تعارف کے ساتھ طلباء کے لئے مرحمت فرمائے۔ جو ہمارے طلباء کے لئے باعثِ برکت ہیں۔

(حامد بلگرامی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

جب کوئی تذکرہ نویس سرزمین بہاولپور کے علماء وفضلاء کے حالات قلمبند کرنا چاہے گا تو ناچار وہ علماء کو دو طبقوں میں تقسیم کرکے ان کے حالات کا قلمبند کرے گا۔ طبقۂ اولیٰ میں ان علماء کا ذکر کرے گا جو ۱۱۴۰ھ سے قبل گذرے ہیں اور طبقۂ ثانیہ میں ان علماء کا تذکرہ کرے گا جو ۱۱۴۰ھ کے بعد گذرے ہیں۔ کیونکہ یہ سرزمین جس کو آج بہاولپور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۱۱۴۰ھ سے قبل اس کا اکثر حصہ حکومت ملتان کے زیرآئین تھا۔ اور تھوڑا سا حصہ سندھ سے ملحق تھا۔ موجودہ فرماں روا خاندان کے مورث اعلیٰ خلد آشیاں نواب صادق محمد خاں صاحب اوّل عباسی علیہ الرحمۃ کو ۱۱۴۰ھ میں سلطنت مغلیہ کی طرف سے ان کی عظمت خاندانی کی بناء پر علاقہ چودھری عطا ہوا تھا۔ نواب صاحب موصوف نے ۱۱۴۲ھ میں شہر اللہ آباد کی بنیاد رکھ کر ایک مملکت کی بنیاد قائم کی۔ جو رفتہ رفتہ ایک وسیع، طویل عریض مملکت کی صورت میں منصۂ شہود پر آئی۔

فرمانروا خاندان چونکہ خلفاء بنی عباس کی یادگار تھے اس لیے نامور اسلاف کے نقش قدم پر علم پرور علماء نواز تھے۔ اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں اکابر علماء اور نامور فضلاء کی آمد سے یہ علاقہ علم کا گہوارہ ہوگیا۔ اس زمانہ میں پنجاب میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہو رہا تھا اور سکھوں کے تسلط اور مظالم نے عام مسلمانوں پر عموماً اور علماء پر خصوصاً عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔ لاہور سے قاضی حفظ الاسلام اور ان کے بھائی مولانا فیض الاسلام و قاضی عین الاسلام اور ملتان سے حضرت مولانا خدابخش صاحب ملتانی ثم خیرپوری و علامۃ الدہر مولانا محمد کامل ملتانی اور ان کے فرزند علامہ محمد اکمل و حضرت قاضی محمد عاقل صاحب علاقہ ہذا میں اقامت گزیں ہو گئے۔ والیان ملک نے ان حضرات کی تعظیم و تکریم میں کوئی فروگذاشت نہ کیا اور گرانمایہ وظائف اور جاگیرات اور مواجب انعام و کسور وغیرہ عطیات سے ان حضرات کے جملہ مصارف اور درس و تدریس کی تمام ضروریات اور طالب علموں کی رہائش اور خوراک پوشاک وغیرہ جملہ مصارف کا تکفل کیا۔

خود اس زمین میں مولانا اسداللہ مہاروی محشی حمداللہ و شمس بازغہ ۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب بھڈیرہ ۔ مولانا سلطان محمود، مولانا محمد موسیٰ شارح ہدایۃ النحو پیدا ہوئے ۔ عباسی فرمانرواؤں کی فیاضیوں اور علم دوستی نے ان کو آغوش اعانت میں لے کر نشر و تنشیر علم میں کما حقہ، حصہ لیا ۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ نامور علماء و اکابر فضلاء اعلیٰ مدرسین ، بہترین مصنفین سے بہاولپور کا گوشہ گوشہ معمور ہو گیا ۔ مگر چرخ کہن کی چیرہ دستیوں کا ماتم کرنا چاہیے کہ اس نے ان نامور حضرات کی قابل رشک زندگیوں پر گمنامی کی ایسی محیط چادر تان رکھی ہے کہ خواص بھی ان کے ناموں سے ناآشنا ہیں ۔

ان بزرگوں کے حالات میں ایک معمولی تذکرہ بھی نہیں لکھا گیا ۔ جو ان حضرات کی جلالت علمیہ اور تعلیم و تدریس کی خدمات کا آئینہ دار ہو ۔ راقم الحروف کی یہ پہلی اور ابتدائی محنت ہے جس کا آغاز خداتعالیٰ کے توکل پر کیا گیا ہے ۔ اس راہ کی مشکلات اور اس منزل کی دشواریاں میرے سامنے ہیں اور تالیف کی خامیوں کا مجھے اعتراف ہے مگر ان توقع نے ہمت کو پست نہیں ہونے دیا کہ میری یہ حقیر محنت ارباب علم و فضل کی توجہ کو اس موضوع کی طرف منعطف کر دے گی اور مستقبل قریب یا بعید میں کوئی صاحب قلم کما حقہ، اس خدمت سے عہدہ برآ ہو کر ملک و ملت سے خراج تحسین حاصل کرے گا ۔

میں اپنی اس کوشش کو بوجہ ناتمام ہونے کے منصۂ شہود پر نہیں لانا چاہتا تھا مگر میرے مکرم علم پرور دوست سید حامد حسن صاحب بلگرامی رئیس الجامعہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے اصرار پر چند حضرات کے حالات لکھ کر بھجوا رہا ہوں ۔ بوجہ ممتد بیماری کے نظر ثانی بھی نہیں کر سکا ۔ کرمفرما کی فرمائش کی تعمیل کو ازبس غنیمت سمجھا ہے ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ محمد صادق عفی عنہ

حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی شخصیت علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ۔ آپ کا شمار بہاولپور اور مغربی پاکستان کے ممتاز ترین علماء میں ہوتا ہے ۔ جامعہ نے اعزازی شیخ کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا ۔ مگر افسوس آپ کی طویل علالت نے تشنگان علم و معارف کو مستفیض نہ ہونے دیا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد شفایاب فرمائیں ۔ ان حالات کے باوجود ہماری درخواست پر آپ کا مجلہ کے لیے مضمون مرحمت فرمانا آپ کی کرم نوازی ہے ۔

(بلگرامی)

آسمانِ علم کا درخشاں آفتاب

مولانا علامہ محمد کامل علیہ الرحمۃ ملتانی ثم بہاولپوری

آپ کا اسم گرامی محمد کامل والد ماجد کا نام محمد صالح ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت شہر ملتان میں بتاریخ ۱۲ ررجب المرجب ۱۱۸۱ھ میں لیلۃ الجمعہ کو ہوئی۔ آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ میں وہ تبحر پیدا کیا کہ "علامہ" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ حضرت مولانا عبدالحی بن ہبۃ اللہ بن نور اللہ برہانی داماد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ دہلوی کے شاگرد تھے۔ چنانچہ مہر صاحب سیرت حضرت سید احمد شہید بریلوی کے حصہ سوم میں لکھتے ہیں "بہاولپور میں مولانا عبدالحی کے ایک شاگرد مولانا محمد کاملؒ تھے۔ آپ علمائے ملتان میں یگانۂ روزگار شمار ہوتے تھے۔" درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں آپ بے مثل مانے جاتے تھے۔ آپ ملتان میں قاضی القضاۃ کے منصب جلیل پر فائز تھے۔ اگرچہ آپ کی معدلت گستری اور دیانت و امانت مسلّم تھی اور تقریباً متواتر ۲۰ سال تک اس منصب پر کامیاب و کامران رہے مگر معاصرین کے حسد و عناد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حاسدوں نے والی ملتان کو اس قدر برگشتہ کیا کہ وہ مولانا کی جان و مال کا دشمن ہو گیا۔ مولانا کسی تدبیر سے ملتان سے ہجرت کر کے بہاولپور آ گئے۔ فرمانروائے بہاولپور نے آپ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر بہزار تکریم و تعظیم شہر بہاولپور میں اقامت کا انتظام کر دیا اور مواجب و وظائف سے مستغنی بنا دیا۔

مولانا نے تخیص الاشباہ کے دیباچہ میں والی ملتان کے مظالم و استبداد کی داستان کو نہایت دردناک الفاظ میں ادا کیا ہے اور فرمانروائے بہاولپور کی علم دوستی اور علماء نوازی کو ایسے پرشکوہ الفاظ میں بیان کیا ہے کہ خلفاء بنو العباس کی علم دوستی کی روایات سامنے آ جاتی ہیں۔

مولانا کے متعلق مشہور ہے کہ آپ دوپہر تک علوم عقلیہ و نقلیہ کا درس دیتے تھے اور عصر و مغرب کے درمیان ناخواندہ اصحاب کو فقہ کا زبانی درس بالترتیب ابواب فقہیہ دیتے تھے۔ جن میں سے بعض ناخواندہ افراد فقیہہ کے لقب سے مشہور تھے۔ چنانچہ الیاس فقیہہ کے متعلق مشہور تھا کہ بہاولپور کے

بعض علماء اس کے پاس جاکر نادر فقہی جزئیات کے سوال کرتے اور وہ ان کے جوابات بحوالۂ کتاب دیتے تھے۔ الیاس فقیہہ بالکل ناخواندہ تھا اور وہ کپڑا بننے کا کام کرتا تھا۔

مولانا نے قطبی کے خطبہ پر ایک بسیط حاشیہ لکھا ہے جو کاملیہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ رسالہ علاّمہ موصوف کے تبحر علمی اور جلالت شان کا شاہکار ہے۔ خاکسار نے تلخیص الاشباہ والشروح اور کاملیہ دونوں کا مطالعہ کیا ہے۔ تلخیص ۱۲۲۴ھ کی تصنیف ہے جو انھوں نے علاّمہ تفتازانی کے طرز تحریر پر مختلف علوم وفنون میں متعدد متون لکھے ہیں مگر شاید اس وقت ناپید ہو گئے ہیں۔

آپ کا گھرانہ مدتوں تک علم وفضل، ارشاد وہدایت کا مرکز رہا ہے۔ آپ کے فرزند علاّمہ محمد اکمل جہت بڑے محدث اور مفسر تھے، اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کے فرزند حکیم عبدالحق ان کے فرزند حکیم محمد اور ان کے فرزند حکیم محمد کامل اپنے اپنے وقت میں باکمال صاحب فن بزرگ گذرے ہیں۔

علاّمہ محمد کامل کا وصال بروز چہار شنبہ زوال کے بعد ۱۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۲۴۹ھ کو بہاولپور میں ہوا۔ مادہ تاریخ وفات "موحد بے نظیر بوداو" ہے اور گورستان ملوک شاہ بہاولپور میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا محمد اسداللہ صاحب مہاروی

آپ بارھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ المشائخ خواجہ نور محمد صاحبؒ مہاروی کے معاصر تھے اور تکمیل علوم کے لیے ان کے ہمراہ عازم دہلی ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے علوم معرفت میں یکتائی پیدا کی اور واپس تشریف لاکر فیوض روحانی سے ایک عالم کو منوّر فرمایا۔ اور حضرت مولانا نے علوم ظاہری میں یکتائی پیدا کر کے اس علاقہ کو علوم عقلیہ ونقلیہ سے روشن کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد دارالحکومتن بہاولپور میں تشریف فرما ہو کر اقامت گزیں ہوئے۔ اور فرمانروائے ریاست بہاولپور نواب محمد بہاول خاں عباسی ثالث بالخیر نے مولانا کے قدوم میمنت لزوم کو غنیمت سمجھا اور نہایت ادب واحترام سے مولانا کی خدمت میں خود حاضر ہوا۔ چنانچہ تاریخ مرأۃ دولۃ عباسیہ میں ہے:

"از میامن نیت خیض طویت ایں احسن الطبیعت است کہ دریں ایام مولوی اسداللہ بکمال باطن و ظاہر متحلی بود وارد بہاولپور وحضرت عقل مصور علم مظہر در خدمت اوشاں بتواضع وتکریم پیش آمدند۔ ورود آں اکمل الحفاظ افضل الفضلاء مغتنم انگاشتہ۔"

بہاولپور کی جامع مسجد کی امامت مولانا کے سپرد ہوئی اور سلسلہ درس و تدریس بہاولپور میں جاری فرمایا۔ مولانا کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت مولانا نور جہانیاں صاحب امام مقرر ہوئے۔ چونکہ مولانا نور جہانیاں صاحب عالم نبیل فاضل جلیل تھے سلسلہ درس و تدریس بدستور قائم رہا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب چنڑ علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۲۹۲ھ مولانا نور جہانیاں صاحب کے شاگرد تھے۔ مولانا غلام رسول صاحبؒ چنڑ علوم ظاہری و باطنی کے بحر ذخار تھے۔ آپ سے خلق کثیر نے استفادہ کیا۔ سابق ریاست بہاولپور اور اضلاع متعلقہ ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ اور ملتان میں آپ کے شاگردوں سے اشاعت علم ہوئی۔ مولانا نور جہانیاں کے نام پر بہاولپور کا ایک محلہ تھا۔ جو نور جہانیاں کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا محمد اسد اللہ صاحب مہاروی نے اسدیہ حاشیہ حمد اللہ۔ اسدیہ حاشیہ میراں غوجی۔ اسدیہ حاشیہ صدرا تصنیف فرمائے ہیں۔ یہ تینوں حاشیے ان کی جلالت علم اور دقیق تحقیقات کی دلیل ہیں۔ عرصہ ہوا کہ اسدیہ حمد اللہ مطبوعہ مصطفائی کے حاشیے پر طبع ہوا تھا۔ اسدیہ میراں غوجی طبع نہیں ہوا۔ یہ دونوں حاشیے نہایت مقبول اور محققین علماء کی مزاولت میں رہے ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ خدابخش صاحب علیہ الرحمۃ ملتانی ثم خیرپوری

حضرت مولانا خواجہ خدا بخش بن مولوی جان محمد بن مولوی عنایت اللہ بن مولوی حسن علی بن مولوی محمود بن مولوی محمد اسحاق بن مولوی علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہم آپ کے آباء و اجداد میں ہفت پشت تک اکابر علماء و فضلاء گذرے ہیں۔ اصلی وطن قصبہ تلنبہ ہے جو ضلع ملتان میں ایک مردم خیز قصبہ ہے جس سے مولانا عزیز اللہ اور مولانا عبداللہ جیسے فاضل یگانہ پیدا ہوئے۔ اور معقولات کی تعلیم ہندوستان میں ان ہر دو حضرات کی وجہ سے جاری ہوئی۔

مولانا عبداللہ کا درس دہلی میں اور مولانا عزیز اللہ کا درس سنبھل مراد آباد میں تھا۔ آپ حضرت شیخ جمال اللہ صاحبؒ ملتانی کے شاگرد اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے فراغت کے بعد تلنبہ کی سکونت ترک کر کے ملتان کے محلہ کلالاں میں رہائش اختیار فرمائی، اور تعلیم و تدریس میں انہماک رکھا۔ مولانا عبدالعزیز صاحبؒ پرہاروی اور مولانا عبیداللہ ملتانی اس دور کے شاگرد ہیں۔ جب سکھوں کا تسلط ملتان پر ہوا اور ان کے مظالم سے دینی کاموں میں رکاوٹیں پیدا ہو گئیں تو آپ نے ملتان سے ہجرت اختیار فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب

چیلا واہنی کی استدعا پر چیلا واہن میں اقامت پذیر ہو گئے۔ طلبہ کا جم غفیر آپ کے ہمراہ تھا۔ سلسلہ درس و تدریس بدستور قائم رہا۔ کچھ عرصہ بعد خوانین خیرپور ٹامیوالی کی درخواست پر خیرپور میں مستقل سکونت اختیار کی اور بقیہ عمر وہیں بسر فرمائی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے بحر زخار تھے۔ تعلیم و تدریس آپ کا محبوب ترین شغل تھا۔ حلقہ درس بہت وسیع اور کامیاب تھا۔ سینکڑوں علماء اور عارفین آپ کے فیوض علم و معرفت کی یادگار ہیں۔

مشہور ہے کہ آپ کی تعلیم نہایت سادہ اور بابرکت تھی۔ اور سبق بہت زیادہ پڑھاتے تھے۔ اگر طلبہ زیادتی سبق سے گھبراتے تو فرماتے کہ "فی العبود برکۃ"۔

فرمانروائے بہاولپور کو حضرت سے بہت عقیدت تھی اور خود حاضر ہو کر اظہار عقیدت و استدعاء دعا کرتے تھے۔ اور نقد و خلعت پیش کرتے تھے جیسا کہ 'تاریخ مرآۃ دولت عباسیہ' میں نواب صادق محمد خان صاحب ثالث کے ذکر میں ہے :" ازانجا وارد در قصبہ خیرپور شریف بردہ بزیارت کاشف مکاشف طریقت واقف مواقف حقیقت گنج اسرار الٰہی مولوی خدابخش مستبشر بودہ مبلغ پنجاہ روپیہ بطرز نذر پیشکش فرمودہ بقلیچہ و زیور ہر تو درود خواستند۔"

آپ کے خلفاء اور شاگردوں میں حضرات ذیل فخر روزگار ہیں :

مولانا عبدالعزیز صاحب پرہاروی۔ مولانا عبیداللہ صاحب ملتانی۔ مولانا غلام مرتضیٰ صاحب چیلاواہنی۔ مولانا نوراللہ صاحب بھنڈی والے۔

آپ کا وصال غرہ صفر ۱۲۵۱ھ میں ہوا۔ مادہ تاریخ $\frac{\text{غرہ ماہ}}{1251}$ ہے۔ آپ کا مزار پرانوار زیارت گاہ خلائق ہے۔ عالیشان کاشی کا روضہ ہے۔ اور سالانہ عرس ہوتا ہے دور دور سے مرید جمع ہوتے ہیں۔

العارف الکامل و البارع الفاضل القاضی عاقل محمد بن القاضی محمد شریف کوریجہ

آپ علامہ زماں فہامہ دوراں تھے۔ آپ کا خاندان پشت ہائے پشت سے علم و فقر سے موصوف رہا ہے۔ کوٹ مٹھن میں آپ کا مدرسہ تشنگان علم کے لیے چشمہ آب حیات تھا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ و علم اصول و فروع کے طالب علموں کا جم غفیر مستفید ہوتا تھا۔ تمام اوقات عزیز درس و تدریس میں صرف ہوتے تھے۔ حضرت مولوی گل محمد صاحب، صاحب التکملہ لکھتے ہیں "آنحضرت علم ظاہری و باطنی بدرجۂ کمال

میداشت، و تدریس ہم مے فرمود چنانچہ شرح ہدایۃ الحکمۃ و میر ہاشم و شرح عقائد معہ حواشی و مطول معہ حواشی و تلویح و توضیح و شیخ الاسلام و نور محمد مدقق بر مقدمات اربعہ و مولوی مقدمات اربعہ و در فقہ شرح وقایہ و ہدایہ و ہم شرح مواقف معہ مولوی و زوائد ثلاثہ در معقول و از حدیث شریف مشکوٰۃ شریف و احیاء العلوم و بعض صحیح بخاری و در تصوف لوائح و شرح قصیدہ فارضیہ خمریہ و سواء السبیل و تسنیم و فصوص الحکم بطالبان و مریداں مے خوانیدے۔"

مولوی گل محمد صاحب ان کتابوں کے سماع و خواندگی میں شریک تھے۔ کوٹ مٹھن حضرت کے انفاس قدسیہ سے رشک شیراز بنا ہوا تھا۔

حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے بیعت کی تھی۔ تھوڑے عرصہ میں منازلِ سلوک طے فرما کر خرقہ خلافت سے ممتاز ہوگئے اور حضرت مہاروی کے ممتاز ترین خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے شاگرد اور خلفاء علم و فقر میں ممتاز اور مشہور ہیں۔ اخیر عمر میں علم روحانی کا غلبہ علم ظاہری پر ہوگیا تدریس علوم کے لیے مدرس مقرر تھے تاہم ایک دو سبق خود بھی پڑھاتے رہے۔ مدرسین کی تنخواہات اور طلبہ کے نان نفقہ اور لنگر خانہ کے تمام مصارف کے متکفل حضرت خود تھے۔ آپ کے نبیرہ حضرت خواجہ خدا بخش کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں مطول پڑھا کرتا تھا۔ کسی ایک مقام پر نزاع ہوگیا۔ میں جو تقریر کرتا تھا حضرت دوسری تقریر فرماتے تھے۔ میرے بار بار توجہ دلانے پر حضرت نے غور فرمایا تو میری تقریر کی تصویب فرمائی اور میرے حق میں دعا فرمائی۔ گویا آخری عمر میں شغل روحانی غالب ہوگیا تھا اور کتابی علم کی طرف توجہ کم رہ گئی تھی ورنہ حضرت علوم عقلیہ و نقلیہ کے بحر مواج تھے۔ حضرت کی تعریف و تصویب سے میرے دل میں کچھ عجب پیدا ہوگیا۔ بعد فراغت سبق حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر حضرت نے فرمایا "کہ سبحان علم ظاہری اور باطنی میں کس قدر فرق ہے۔ علم ظاہری کا طالب جتنا کمال پاتا ہے اتنا اس میں عجب و غرور پیدا ہوتا ہے اور طالب علم باطنی میں جس قدر کمال آتا ہے اسی قدر عاجزی و فروتنی نمودار ہوتی ہے۔" مولانا خدا بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں ارشاد گرامی سن کر دل میں نادم اور تائب ہوا۔

الغرض ذات گرامی علوم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے۔ ہزاروں نفوس علوم و فنون و تزکیہ باطن سے فیض یاب ہو کر مسند تعلیم و ارشاد پر فائز ہوئے۔ آپ شیدانی شریف میں تشریف فرما تھے۔ چند ماہ بیمار رہ کر آخر بتاریخ ۸ رجب ۱۲۲۹ھ کو انتقال فرمایا۔ حضرت مولانا گل محمد صاحب احمد پوری نے اس مصرع سے سال وصال کا استخراج کیا ہے:

ع "روز ہشتم بود از ماہ رجب"

حسب وصیت نعش مبارک کو کوٹ مٹھن میں لے جاکر دفن کیا گیا۔ مزار مبارک پر عالیشان دیدہ زیب روضہ تعمیر ہے۔ "یزار و یتبرک بہ"